

رمضان میں روزہ چھوڑنے کے شرعی اعذار

[الأردنية - أردو - Urdu]



فتویٰ: موسوعہ فقہیہ کویتیہ



ترجمہ: اسلام سوال و جواب سائٹ

مراجعة و تنسيق: عزيز الرحمن ضياء اللہ سنابلی

الأعذار التي تبيح الفطر في رمضان



فتوى: الموسوعة الفقهية الكويتية



ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق: عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

ماہ رمضان میں روزہ چھوڑنے کے شرعی اعذار



23296: سوال: کن اسباب کی بنا پر رمضان

میں روزہ چھوڑنا جائز ہے؟۔

بتاریخ: 25-07-2010 کو نشر کیا گیا

جواب:

الحمد للہ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر آسانی کا معاملہ کرتے ہوئے صرف ان لوگوں پر روزہ فرض کیا ہے جو اس کی طاقت رکھتے ہیں، اور جو لوگ کسی شرعی عذر کی بنا پر روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے لیے روزہ چھوڑنا مباح و جائز قرار دیا ہے۔
ذیل میں ہم ان شرعی اعذار کا ذکر کر رہے ہیں جن کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز ہے :

اول : : بیماری

ہر وہ چیز جو انسان کو صحت و تندرستی سے نکال دے اسے بیماری کہتے ہیں۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اہل علم کا عام طور پر اس بات پر اجماع ہے کہ مریض کے لیے روزہ چھوڑنا جائز و مباح ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرة: ۱۸۵]

”اور جو کوئی مریض ہو یا مسافر وہ دوسرے ایام میں گنتی مکمل کرے“۔ [سورہ بقرہ: ۱۸۵]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ [البقرة: ۱۸۴]

”اور جو اس کی طاقت رکھتے ہیں وہ ایک مسکین کو بطور فدیہ کھانا دیں“ تو جو شخص روزہ چھوڑنا چاہتا وہ روزہ نہ رکھتا بلکہ اس کے بدلے میں فدیہ دے

دیتا تھا، یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ
وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ ۗ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرة: ۱۸۵]

”ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم

میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے“ [سورہ بقرہ: ۱۸۵]

تو اس آیت نے پہلی والی آیت کو منسوخ کر دیا، لہذا وہ مریض جسے روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی کا خدشہ ہو یا پھر بیماری سے شفا یابی میں تاخیر ہونے کا ڈر ہو یا کسی عضو کے خراب ہونے کا خطرہ ہو تو اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے، بلکہ اس کا روزہ چھوڑنا مسنون ہے، اور اس کے لئے روزہ مکمل کرنا

مکروہ ہوگا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کا روزہ رکھنا اسے ہلاکت تک پہنچادے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے، پھر یہ کہ مرض کی شدت، بیمار شخص کے لیے روزہ چھوڑنے کو جائز کر دیتی ہے، لیکن اگر صحت مند اور صحیح سالم شخص تھکاوٹ اور شدت کا خطرہ محسوس کرے، تو اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز نہیں، کیونکہ روزہ سے محض اسے زیادہ تھکاوٹ ہی پہنچی ہے (اور زیادہ تھکاوٹ روزہ توڑنے کو مباح نہیں کرتی)۔

دوم: سفر :

جس سفر میں روزہ ترک کرنے کی رخصت ہے اس کی شرطیں درج ذیل ہیں:

ا- طویل سفر ہو جس میں نماز قصر کی جاسکتی ہو۔

ب- مسافر اپنے سفر میں اقامت کی نیت نہ کرے۔

ج- جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس کا سفر کسی معصیت اور گناہ کے لیے نہ ہو، بلکہ کسی صحیح مقصد کے لیے ہو۔

اس لیے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا رخصت اور تخفیف ہے لہذا گناہ کے لیے سفر کرنے والا اس کا مستحق نہیں کیونکہ اس کا سفر گناہ پر مبنی ہے، جیسا کہ کوئی شخص ڈاکہ ڈالنے کے لیے سفر کرے۔

سفر کی رخصت کا انقطاع (ختم ہونا) :

دو وجوہات کی بنا پر سفر کی رخصت متفقہ طور پر ساقط (ختم) ہو جاتی ہے :

اول: جب مسافر اپنے شہر میں واپس آجائے، اور اپنے وطن میں دخل ہو جائے جہاں اس کی اقامت اور قیام گاہ ہے۔

دوم: جب مسافر مطلق طور پر اقامت کی نیت کر لے، یا مدت اقامت ایک ہی جگہ میں ہو، اور وہ جگہ رہنے کے قابل ہو، تو اس طرح سے وہ مقیم ہو جائے گا، چنانچہ وہ پوری نماز ادا کرے گا اور رمضان کا پورا روزہ بھی رکھے گا، اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس کے سفر کا حکم ختم ہو چکا۔

تیسرا عذر: حمل اور دودھ پلانا:

فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی دونوں ہی رمضان میں روزہ چھوڑ سکتی ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ انہیں اپنے آپ یا بچے کے بیمار ہونے کا خدشہ ہو یا پھر بیماری کے زیادہ ہونے یا ضرر پہنچنے اور ہلاک ہونے کا خطرہ ہو۔

ان دونوں کے روزہ چھوڑنے کی دلیل یہ ہے کہ :

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ
مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرة: ۱۸۵]

”اور جو کوئی مریض ہو یا مسافر اسے دوسرے
دنوں میں گنتی پوری کرنی ہوگی“ - [سورہ
بقرہ: ۱۸۵]

اس مرض سے مراد مرض کی صورت یا
عین مرض مراد نہیں ہے، اس لیے کہ جس
مریض کو روزہ ضرر نہیں دیتا اس کے لیے روزہ
چھوڑنا جائز نہیں ہے، اس سے یہ پتہ چلا کہ بیماری
کے ذکر کرنے سے ایک ایسی چیز کی طرف اشارہ

کرنا ہے جس کے ہوتے ہوئے روزہ نقصان پہنچاتا ہے، اور یہی بیماری کا معنی ہے، اور وہ یہاں موجود ہے، اس لئے وہ دونوں (حاملہ و مرضعہ) روزہ توڑنے کی رخصت میں شامل ہو جاتی ہیں۔

اور ان دونوں کے لیے روزہ چھوڑنے کی رخصت کی دلیلوں میں سے انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

(إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ
وَشَطْرَ الصَّلَاةِ ، وَعَنِ الْحَامِلِ أَوْ

الْمُرْضِعُ الصَّوْمَ أَوْ الصِّيَامَ { وَفِي لَفْظِ
بَعْضِهِمْ: } عَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور آدھی نماز
کو، اور حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت سے روزہ یا
روزے کو معاف کر دیا ہے۔“ اور بعض روایت
کے الفاظ ہیں: ”حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت
سے۔“

چہارم: بڑھاپا:

بڑھاپے کے حکم میں مندرجہ ذیل لوگ شامل
ہیں:

- شیخ فانی (کھوسٹ بوڑھا): یعنی جس کی قوت اور
طاقت بالکل ختم ہو چکی ہو یا پھر وہ فنا ہونے کے
قریب ہو، اور کمزوری دن بدن بڑھتی ہی جا رہی
ہو یہاں تک کہ موت کے قریب ہو۔

- اور وہ مریض جس کے شفا یاب ہونے کی امید
ہی نہ ہو، اور اس کی صحت سے ناامیدی پیدا ہو چکی
ہو۔

- اور اس میں بوڑھی عورت بھی شامل ہے اور وہ سن رسیدہ عورت ہے۔

مندرجہ بالا لوگوں کے روزہ چھوڑنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ [البقرة: ۱۸۴]

”اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہیں وہ بطور فدیہ ایک مسکین کو کھانا دیں۔“

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، اسلئے وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں گے۔“

پنجم: پیاس اور بھوک کی شدت :

جس شخص کو زیادہ بھوک یا پیاس نڈھال کر دے تو وہ روزہ توڑ دے گا اور اتنی ہی مقدار میں کھائے گا جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے، اور بقیہ

دن کھانے پینے سے رکا رہے گا، اور بعد میں اس روزہ کی قضا کرے گا۔

نیز بھوک اور پیاس کے ساتھ دشمن سے متوقع یا یقینی مقابلہ (دشمن سے گھرے ہونے کی صورت) میں کمزوری کے خوف کو بھی ملحق کیا گیا ہے، لہذا اگر غازی اس بات کو یقینی طور پر یا غالب گمان سے جانتا ہو کہ دشمن سے لڑائی ہونے والی ہے، کیونکہ وہ دشمن کے مقابلے میں موجود ہے، اور وہ روزہ رکھنے کی وجہ سے لڑائی کرنے سے کمزوری کا خوف

محسوس کرتا ہے، اور وہ مسافر بھی نہیں ہے تو اس کے لیے جنگ سے قبل روزہ چھوڑنا جائز ہے۔

ششم: اکراہ اور جبر:

اکراہ کسی شخص کو دھمکی یا اسلحہ کے زور پر کسی فعل کے کرنے یا پھر کسی ناپسندیدہ فعل کو ترک کرنے پر مجبور کیا جائے۔

دیکھیں: (الموسوعة الفقهية: ج ۲۸ / ص ۷۳)

واللہ اعلم

(طالب دُعا: azeez90@gmail.com)

